

## اسباب مغفرت

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ / قس حمہ: مولوی انور شاہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے ایک حدیث قدسی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یا ابن آدم إنيك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي. يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك يا ابن آدم إنيك لو أتيتني بقراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لأتيتك بقرابها مغفرة“۔

”اے آدم کی اولاد! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے توفعات وابستہ رکھے گا، میں بھی تجھے معاف کرتا رہوں گا، چاہے تو جس حالت پر بھی ہو اور میں (تیرے گناہوں اور خطاؤں کی کثرت کی) کچھ پرواہ نہ کروں گا۔

اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔

اے آدم کی اولاد! بے شک اگر تو اتنی خطاؤں کا ارتکاب کرے جو زمین کو بھر دیں، پھر تیری ملاقات مجھ سے اس حالت میں ہو کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو میں بھی تجھے زمین کے بھراؤ کے برابر بخشش کے ساتھ ملوں گا۔<sup>۱</sup>

یہی مضمون ایک دوسری حدیث قدسی میں بھی مروی ہے جسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

”يقول الله تعالى: مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمِينِي أَتَيْتُهُ هَرَوْلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِي بِقَرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيْتُهُ بِقَرَابِهَا مَغْفِرَةً.“

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہو گا تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، اور جو کوئی ایک ہاتھ میرے قریب ہو گا تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہوں گا، اور جو کوئی چلتے ہوئے میری طرف آئے گا تو میں دوڑتے ہوئے اس کی طرف جاؤں گا، اور جو شخص مجھ سے (قیامت کے روز) اس حال میں ملے گا کہ اس کے گناہ زمین کے بھراؤ کے برابر ہوں گے مگر اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو گا تو میں اسی قدر بخشش کے ساتھ اس سے ملوں گا۔“<sup>۲</sup>

ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں کہ:

”والذي نفسي بيده لو أخطأتم حتى تملأ خطاياكم ما بين السماء والأرض ثم استغفرتم الله لغفر لكم.“

<sup>۱</sup> جامع الترمذي: كتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب في فضل التوبة والإستغفار

<sup>۲</sup> الصحيح لمسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله

”اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ آسمان اور زمین کے درمیان غلاتمہارے گناہوں سے بھر جائے، پھر تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو تو وہ تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔“<sup>۳</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث \_\_\_ جو ہم نے سب سے پہلے ذکر کی \_\_\_ اس میں مغفرت کے تین اسباب ذکر کئے گئے ہیں۔ (آئیے اب ان تینوں اسباب کا تفصیل سے مطالعہ کرتے ہیں۔)

### مغفرت کا پہلا سبب؛ قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا کرنا

بخشش اور مغفرت کے اسباب میں سے پہلا سبب یہ ہے کہ بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا مانگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا حکم بھی دیا ہے اور اسے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر: ۶۰)

”اور تمہارے رب نے کہا کہ تم مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“  
اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إن الدعاء هو العبادة“ ثم تلا هذه الآية -

”بے شک دعائیں عبادت ہے“ پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔<sup>۴</sup>

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”من أعطي الدعاء أعطي الإجابة لأن الله تعالى يقول: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾“۔

<sup>۳</sup> مسند أحمد ومسند أبي يعلى

<sup>۴</sup> سنن الأربعة، عن نعمان بن بشير رضي الله عنه

”جس شخص کو دعاء کی (توفیق) دے دی گئی، اس کی دعا قبول بھی کر لی گئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تم مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا﴾۔“<sup>۵</sup>

ہاں! قبولیت دعا کی چند شرائط ضرور ہیں جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔ اگر ان شرائط کا خیال نہ رکھا جائے تو دعا کی قبولیت پر اثر پڑتا ہے۔

### قبولیت دعا کی اہم ترین شرط؛ حضورِ قلبی کے ساتھ اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا مانگنا

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

”أدعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة وإن الله تعالى لا يقبل دعاء من قلب غافل لاه“۔

”تم جب بھی اللہ سے دعا مانگو، تو اس کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے مانگو! اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا قبول نہیں فرماتے جو غافل اور لاپرواہ دل سے نکلی ہو“۔<sup>۶</sup>

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إن هذه القلوب أوعية فبعضها أوعى من بعض، فإذا سألتهم الله فاسألوه وأنتم موقنون بالإجابة فإن الله لا يستجيب لعبد دعاء من ظهر قلب غافل“۔

”بے شک دل برتن کی مانند ہوتے ہیں۔ پس بعض دل دوسرے دلوں سے طلبِ خیر کے معاملے میں آگے ہوتے ہیں۔ سو تم جب بھی اللہ سے سوال کرو تو اس حال میں کرو کہ تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے“۔“

<sup>۵</sup> أخرجه الطبراني مرفوعاً. قال الهيثمي في مجمع الزوائد عنه: فيه محمود بن العباس وهو ضعيف.

<sup>۶</sup> جامع الترمذي: كتاب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات عن النبي ﷺ، ومسنَد أحمد۔  
إسناده ضعيف عند العراقي، ولكن له شواهد، كما ذكر ذلك الشيخ عبد القادر الأرناؤوط۔

<sup>۷</sup> مسنَد أحمد۔ وهو حديث حسن كما ذكر ذلك الهيثمي، والشيخ عبد القادر الأرناؤوط۔

اسی طرح اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ کوئی بندہ اپنی دعائیں یہ الفاظ کہے: اللّٰهُم اغفر لیٰ این شئت یعنی ”اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو میری مغفرت فرمادیں“، بلکہ جب بھی دعا مانگے تو پختہ یقین اور اعتاد سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی کمی نہیں۔

نیز بندے کو اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ وہ دعا کی قبولیت کے لیے جلد بازی کرے اور جب دعا فوری قبول نہ ہو تو دعا مانگنا ہی چھوڑ دے۔ بندہ مومن کو تو ہر گز دعا کی قبولیت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

### اللہ تعالیٰ دلجمعی کے ساتھ مسلسل دعا مانگنے والے کو پسند کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو دلجمعی کے ساتھ برابر دعا کرتا رہے، چاہے دعا کی قبولیت میں دیر ہو جائے۔ سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (الأعراف: 56)

”اور تم اللہ کو ڈرتے ہوئے اور (اس کی رحمت کی) امید رکھتے ہوئے پکارو، بے شک اللہ کی رحمت نیک بندوں کے قریب ہے۔“

پس جو بندہ برابر دلجمعی کے ساتھ دعا مانگتا ہے، قبولیت کی امید رکھتا ہے اور دعا کے فوری قبول نہ ہونے کے سبب ناامید نہیں ہوتا تو اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے، کیونکہ جو شخص پابندی سے دروازہ کھٹکھٹاتا رہے تو امید ہوتی ہے کہ اس کے لیے دروازہ کھول ہی دیا جائے گا۔

ایک مرفوع روایت میں آتا ہے کہ:

”لا تعجزوا فی الدعاء فإنه لن یهلك مع الدعاء أحد“۔

”تم دعا کرنے سے ہاتھ مت کھینچنا، کیونکہ (زیادہ) دعائیں کرنے سے کوئی ہلاک نہیں ہو گا (یعنی کثرت سے دعا کرنے میں انسان کا کوئی نقصان نہیں، بلکہ سراسر فائدہ ہے)۔“<sup>۸</sup>

<sup>۸</sup> المستدرک علی الصحیحین للحاکم: کتاب الدعاء والتکبیر

## اہم ترین دعایہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے

دعاؤں میں سے اہم ترین دعایہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے، اور جہنم سے نجات اور جنت میں داخلے کی دعا کرے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک بدوی صحابی سے پوچھا کہ تم نماز میں کیا پڑھتے ہو تو وہ کہنے لگا:  
 ”أَتَشْهَدُ ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَنَا وَاللَّهِ مَا أَحْسَنُ دَنَدَنَتَكَ وَلَا دَنَدَنَةَ مُعَاذٍ“.

”میں شہد پڑھتا ہوں اور پھر یہ دعا مانگتا ہوں: اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے علاوہ واللہ! مجھے آپ کی اور معاذ کی طرح لمبی لمبی مناجات کرنا نہیں آتا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”حَوْلَهَا نَدْنَدُنْ يَا أَخَا الْعَرَبِ (يعني حول سؤال الجنة والنجاة من النار).“  
 ”اے عرب بھائی! ہماری مناجات کا مقصد بھی یہی ہے جو تم کہہ رہے ہو، (یعنی ہماری دعاؤں کا مقصد بھی جنت کی طلب اور جہنم سے نجات پانا ہے، اور تمہاری دعا بھی یہی ہے)۔“<sup>۹</sup>

## قبولیت دعا کے مراتب

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ بعض اوقات کوئی بندہ اپنی دنیاوی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ حاجت تو پوری نہیں فرماتے لیکن اس کے بدلے اپنے بندے کو اس سے بہتر چیز عطا فرمادیتے ہیں۔ مثلاً:

- اللہ تعالیٰ اس دعا کی وجہ سے کسی برائی کو اس سے دور کر دیتے ہیں،

<sup>۹</sup> صحیح ابن حبان. ومسند أحمد

• یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتے ہیں،

• یا اس کے کسی گناہ کو معاف کر دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”ما من أحد يدعو بدعاء إلا آتاه الله ما سأل أو كف عنه من السوء مثله، ما لم يدع بائثم أو قطيعة رحم“ -

”جو شخص بھی کوئی دعا مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ (اس کی دعا قبول فرما کر) یا تو اسے وہی چیز عطا کر دیتے ہیں، یا پھر اس کے مثل کوئی برائی اس سے دور فرما دیتے ہیں، الا یہ کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا کرے (یعنی گناہ یا قطع رحمی کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی)“<sup>۱۰</sup>۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

”ما من مسلم يدعو بدعوة ليس له فيها إثم أو قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاث: إما أن يعجل له دعوته، وإما أن يدخرها له في الآخرة، وإما أن يكشف عنه من السوء مثلها۔

”جب بھی کوئی مسلمان ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتے ہیں:

• یا تو اس کی وہی دعا جلد قبول فرما لیتے ہیں،

• یا اس کی دعا کو اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر دیتے ہیں،

• یا اسی کے مثل کوئی برائی اس سے دور فرما دیتے ہیں“۔

(یہ سن کر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے:

”إِذَا نَكثَرُ“

”اب تو ہم خوب کثرت سے دعا کریں گے“۔

<sup>۱۰</sup> رواه أحمد والترمذي عن جابر رضي الله عنه

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ اکثر“

”اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر دعا قبول کرنے والا ہے۔“

امام طبرانی نے سابقہ روایت میں ”أو يكشف عنه من السوء مثلها“ کی جگہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ:

”أو يغفر له بها ذنبًا قد سلف۔“

”یا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا کوئی سابقہ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔“

### صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی بخشش کی امید رکھنا:

مغفرت و بخشش کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے بخشش کی امید رکھے۔ پس صرف اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگنا بخشش کا خاص سبب ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِي مَا شَاءَ۔“

”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، پس مجھ سے جیسا چاہو گمان رکھو۔“<sup>۱۲</sup>

ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

”يَأْتِي اللَّهُ بِالْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقْرَبُهُ حَتَّى يَجْعَلَهُ فِي حِجَابِهِ مِنْ جَمِيعِ الْخَلْقِ، فَيَعْرِفُهُ ذَنْبًا ذَنْبًا أَتَعْرِفُ؟ أَتَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ نَعَمْ، ثُمَّ يَلْتَفِتُ الْعَبْدُ يَمْنَةً وَيَسْرَةً. فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا عَبْدِي أَنْتَ فِي سِتْرِي مِنْ جَمِيعِ خَلْقِي، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَحَدٌ يَطْلُعُ عَلَى ذَنْبِكَ غَيْرِي، غَفَرْتُهَا لَكَ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ مِنْ جَمِيعِ مَا أَتَيْتَنِي بِهِ.“

<sup>۱۲</sup> رواه أحمد وأحمد والحاكم عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه

<sup>۱۳</sup> المستدرک علی الصحیحین: کتاب التوبۃ والإنابة



قال: ما هو يا رب؟ قال: كنت لا ترجو العفو من أحد غيبي“۔

”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو اپنے قریب فرمائیں گے، یہاں تک کہ اسے تمام مخلوق سے (علیحدہ کر کے) اپنے پردہ میں لے جائیں گے (اور پھر اللہ تعالیٰ) اسے اس کا ایک ایک گناہ یاد دلائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ کیا تجھے یہ گناہ یاد ہے؟ کیا تجھے یہ گناہ یاد ہے؟ بندہ کہے گا: جی ہاں، جی ہاں (یعنی اپنے گناہوں کا اعتراف کرے گا)۔ پھر (وہ شرمندگی سے) اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے بندے! تو پروا نہ کر کیونکہ تو تمام مخلوق سے پوشیدہ میرے پردے میں ہے۔ میرے اور تیرے علاوہ کوئی نہیں جو تیرے گناہوں سے واقف ہو۔ پس میں نے تیرے ایک حرف کی وجہ سے تیرے تمام گناہ بخش دیئے۔ بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: (وہ یہ ہے کہ) تو میرے علاوہ کسی اور سے معافی کی امید نہیں رکھتا تھا۔“<sup>۱۳</sup>

پس بخشش کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ بندہ کوئی گناہ کرے تو وہ اللہ کے سوا کسی اور سے معافی کی امید نہ رکھے اور جان لے کہ گناہوں کو بخشنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

**بندے کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اللہ کا عفو دور گزر اس سے کہیں زیادہ ہے:**

مذکورہ بالا حدیث انس کے ان الفاظ: ”إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك ما كان منك ولا أبالي“ کا مطلب یہ ہے کہ اے آدم کی اولاد! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے توقعات وابستہ رکھے گا تو میں تیرے گناہوں اور تیری خطاؤں کی کثرت کی کچھ پروا نہیں کروں گا اور تجھے معاف کرتا رہوں گا، اور یہ میرے لیے کوئی بڑی بات نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”إذا دعا أحدكم فليعظم الرغبة، فإنه لا يتعاضم على الله شيء“۔

<sup>۱۳</sup> أخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد عن سعيد بن جبیر عن ابن عمر مرفوعاً مع اختلاف اللفظ، وعزاه إلى الطبراني، وقال: فيه القاسم بن بهرام وهو ضعيف

”جب تم میں سے کوئی شخص دعائے مانگے تو پوری رغبت کے ساتھ دعائے مانگے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (کی قدرت و مغفرت) سے کوئی چیز بڑی نہیں۔“<sup>۱۴</sup>

کسی بندے کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے عفو و مغفرت کے مقابلے میں بہت ہی چھوٹے ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ:

”واذنوباء“ یعنی ”ہائے میرے گناہ۔“

اس شخص نے یہ (جملہ) دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

”قل: اللّٰهُمَّ مغفرتك أوسع من ذنوبي، ورحمتك أرجى عندي من عملي۔“

”کہو: اے اللہ! میرے گناہوں کے مقابلے میں تیری مغفرت زیادہ بڑی ہے اور میں اپنے عمل سے بڑھ کر تیری رحمت سے زیادہ امید رکھتا ہوں۔“

پھر اس شخص نے یہ (دعا) پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ پڑھو! اس نے دوبارہ پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ پڑھو! اس نے پھر (یہی دعا) پڑھی۔ آخر حضور ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ:

”قم! قد غفر الله لك۔“

”اٹھو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا۔“<sup>۱۵</sup>

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ:

يَا رَبِّ إِن عَظُمَتْ ذُنُوبِي كَثْرَةً	فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ
إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ	فَمَنْ الَّذِي يَدْعُو وَيَرْجُو الْمُجْرِمُ
مَا لِي إِلَيْكَ وَسِيلَةٌ إِلَّا الرَّجَا	وَجَمِيلُ عَفْوَكَ ثُمَّ إِنِّي مُسْلِمٌ

<sup>۱۴</sup> صحیح ابن حبان، وكذا في الدعوات الكبير للبيهقي

<sup>۱۵</sup> المستدرک علی الصحیحین: کتاب المناسک

(اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں مگر بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تیرا عفو و درگزر (میرے گناہوں سے) بھی بڑھ کر ہے۔ اے اللہ! اگر صرف نیک آدمی تجھ سے امید رکھتا ہو تو مجرم کس سے امید رکھے اور کس سے معافی مانگے؟! اے اللہ! تیری رحمت کی امید اور تیرے عفو پہ بھروسے کے سوا میرے پاس اور کوئی وسیلہ نہیں جسے لے کر میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ اور ہاں! کچھ بھروسہ اس بات پر بھی ہے کہ آخر میں مسلمان ہوں۔)

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

---